الفاظِ طلاق سے متعلقہ اُصولوں کی تفہیم وتشریح

(چھٹی قسط)

مفتی شعیب عالم

نواں فائدہ

صریح کنایہ بائن کا لحوق وعدمِ لحوق

''صریح کنایہ بائن'' کے لحوق اور عدمِ لحوق کے متعلق ابھی گفتگو باقی ہے۔ اس عنوان سے ایسی طلاق مراد ہے جو کنایہ لفظوں سے ہو اور عرف کی وجہ سے اس میں نیت کی ضرورت نہ ہو اور اس سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہو۔ اگر شوہر ایسی طلاق کے الفاظ ایک سے زائد مرتبہ اپنی بیوی کو کہتا ہے تو کتنی طلاقیں واقع سمجھی جائیں گی؟ مثلاً: ایک شخص تین مرتبہ اپنی بیوی کو ''تو مجھ پر حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے'' کہتا ہے، تو آیا صریح کے قاعدے کے مطابق کہ ''الصریح یلحق الصریح'' تین طلاقیں واقع ہوں گی؟ یا بائن کے اصول کے مطابق کہ ''البائن لایلحق البائن'' ایک ہی طلاق شمار ہوگی؟ یہ مسئلہ کچھ اختلافی ہے اور اُردو فتاویٰ بھی اس بارے میں مختلف ہیں، اس لیے کسی قدر تفصیل سے اُسے بیان کیا جاتا ہے۔

اُردو فتاویٰ پر ایک نظر

''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' میں لفظِ ''آزاد'' کے متعلق لکھا ہے:

''اگر شوہر نے صریح لفظِ طلاق تین مرتبہ نہیں کہا، بلکہ آزاد کا لفظ تین بار کہا ہے تو اس سے ایک طلاق بائنہ ہوتی ہے۔''(۱)

لفظِ حرام کے متعلق بھی یہی لکھا ہے:

''حرام، حرام، حرام'' یہ طلاقِ بائن ہے، مغلظہ نہیں۔''(۲)

ایک جگہ لفظِ حرام سے وقوعِ طلاق کو نیت پر موقوف لکھا ہے:

''اگر شوہر نے یہ لفظ کہ ''تو مجھ پر حرام ہے'' بہ نیتِ طلاق کہا ہے تو طلاق بائنہ اس کی عورت پر واقع ہوگئی، عدت کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔''(۳)

انصاف کی بات یہ ہے کہ تینوں حوالے غیر متعلقہ ہیں اور ان سے لحوق یا عدمِ لحوق پر استدلال درست نہیں، کیوں کہ پہلے اور دوسرے حوالے میں یہ واضح نہیں کہ صاحبِ فتویٰ کے نزدیک آزاد اور حرام کا لفظ صریح ہے یا نہیں۔ تیسرے حوالے میں حرام سے وقوع کو نیت پر موقوف رکھا گیا ہے، جس سے بالکل واضح ہے کہ حرام کا لفظ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صریح نہیں، جبکہ ہماری گفتگو صریح کنایہ الفاظ کے بارے میں ہے۔

امداد المفتین میں عدمِ لحوق کا ذکر ہے، لفظِ حرام کے متعلق لکھا ہے:

''اگر واقع میں زید نے الفاظِ مذکورہ (تم میرے لیے بالکل حرام ہوچکیں، تین دفعہ کہا) کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔'' (۴)

''فتاویٰ مفتی محمودؒ'' میں اس مضمون کے کئی فتاوی ہیں، جن میں عدمِ لحوق کا ذکر ہے، چند ایک ملاحظہ کیجیے:

''صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاقِ بائنہ واقع ہوگئی، خواہ نیت طلاق کی ہو یا نہ ہو اور جب پہلی دفعہ حرام کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگئی تو پھر دوسری مرتبہ جو ان لفظوں کا استعمال کیا ان سے دوسری طلاقیں واقع نہیں ہوئیں''۔ (۵)

''تین بار کہا کہ تن تو حرام، تن تو حرام، تن تو حرام، تو ایک طلاق بائنہ ہے، بقیہ لغو ہوں گی۔'' (۶)

''جا! تو میری بہن ہے، آج سے مجھ پر حرام ہے'' یہ الفاظ پانچ چھ بار کہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے''۔ (۷)

''دو بار کہا کہ ''اپنی اہلیہ کو حرام سمجھتا ہوں، میرے لیے حرام ہے'' تو ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اگرچہ ان الفاظ کو مکرر بھی کہہ دے''۔ (۸)

مذکورہ بالا فتاویٰ میں بھی اگرچہ عدمِ لحوق کا ذکر ہے، تاہم یہ واضح نہیں کہ حرام وغیرہ کے الفاظ حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صریح ہیں یا نہیں۔ یہی حال کفایت المفتی کا ہے کہ متعلقہ باب کے مطالعہ سے یہ واضح نہیں ہوسکا کہ حضرت مفتی صاحبؒ لفظِ حرام کو کنایہ ہونے کے ساتھ صریح سمجھتے ہیں یا نہیں؟

''صرف لفظِ حرام کہنے پر اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑے گی، اگرچہ لفظِ ''حرام'' تین بار کہا ہو''۔ (۹)

''فتاویٰ محمودیہ'' کے حوالے بڑے واضح ہیں، ان میں لفظِ حرام کے صریح ہونے اور اس کے عدمِ لحوق کا دونوں کا وضاحت کے ساتھ ذکر ہے، ملاحظہ کیجیے:

''جواب: ''مجھ پر حرام ہے'' یہ لفظ اگرچہ اپنے لفظ کے اعتبار سے کنایہ ہے، مگر دلالتِ عرف کی بنا پر اس سے بلا نیت طلاقِ بائنہ واقع ہوجاتی ہے، لیکن بائنہ کے بعد بائنہ واقع نہیں ہوا

کرتی، پس دوسرے لفظ سے وقوعِ طلاق کی تقدیر پر اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔‘‘(۱۰)

’’أنتِ علی حرام‘‘ سے بلانیت مفتیٰ بہ قول کے مطابق طلاق واقع ہوجاتی ہے۔‘‘(۱۱)

’’فلانة علی حرام‘‘إن قال هٰذه الکلمات ثلاث مرات بانت بالأولی ولم تقع الثانیة والثالثة لأن البائن لایلحق البائن، کما صرح فی رد المحتار‘‘۔ (۱۲)

’’عزیز الفتاویٰ، جلد:۱، صفحہ:۴۹۱، ط: دار الاشاعت کراچی‘‘ میں اور ’’فتاویٰ رحیمیہ‘‘ میں لفظِ ’’آزاد‘‘ اور ’’چھوڑنے‘‘ کے متعلق فتاویٰ ہیں، مگر اُنہیں رجعی قرار دیا گیا ہے، جب کہ ہماری گفتگو بائن طلاق کے متعلق ہے، اس لیے ان دو فتاویٰ جات سے اپنے موقف کی حمایت یا مخالفت میں کوئی دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

’’فتاویٰ حقانیہ‘‘ میں لفظِ حرام کو کنائی بائن اور صریح کنائی بائن دونوں طرح لکھا ہے:

’’....علامہ شامیؒ نے ’’بحث طلاق کنائی‘‘ میں تصریح کی ہے کہ لفظ حرام عرفاً چونکہ طلاق ہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اس لیے مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ اس سے عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اگرچہ اس میں نیت نہ بھی کی گئی ہو، اور دوسرا، تیسرا لفظِ ’’حرام‘‘ لغو ہے۔‘‘(۱۳)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ لفظ حرام صریح تو ہے مگر متعدد بار اس کے استعمال سے بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

ایک دوسری جگہ لفظِ حرام کا حکم عام کنایہ الفاظ کی طرح مذکور ہے:

’’منکوحہ کو یہ کہنا کہ تو مجھ پر حرام ہے، ’’طلاقِ کنائی‘‘ ہے، جس سے طلاق کا وقوع نیت پر موقوف ہے، اس لیے خاوند نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تین کی نیت نہ ہو صرف یہ ارادہ ہو کہ اس سے بیوی کو ایک طلاق دیتا ہوں تو پھر طلاقِ بائن واقع ہوگی، اور اگر متعدد بار یہ الفاظ استعمال کیے جائیں اور اس سے طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوکر باقی لغو ہوں گی۔ (۱۴)

’’امداد الفتاویٰ‘‘ میں طلاق کی تمام صورتوں کو حصرِ عقلی کے طور پر بیان کرنے کے بعد، لحوق وعدمِ لحوق کا درج ذیل قاعدہ بیان کیا گیا ہے:

’’جس صورت میں طلاقِ مقدم بائن ہو، صریح یا کنایہ اور طلاق موخر کنایہ بائن ہو، اس صورت میں تو طلاق مؤخر کا وقوع نہ ہوگا، اگرچہ نیت بھی وقوع کی کرے باستثنائے مستثنیات مذکورہ فی الفقہ۔ (۱۵)

مذکورہ بالا کلام میں دو تین اشارے ایسے ہیں، جن سے صریح کنائی بائن کا صریح کنائی بائن سے لحوق معلوم ہوتا ہے، مثلاً:

۱:.....طلاق مؤخر کنایہ بائن ہو، اس کا استثناء کیا گیا ہے کہ وہ واقع نہیں ہوگی، صریح

کنایہ بائن کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ لاحق ہوگی۔

۲:..... مسئلے پر جو عنوان باندھا گیا ہے، وہ اس طرح ہے:

''تحقیق عدمِ لحاق کنایہ بائن با بائن صریح ولحاق بقیۃ بابقیۃ''۔

اس عنوان کے برعکس مفہوم سے صریح کنایہ بائن کا صریح کنایہ بائن سے لحوق ثابت ہوتا ہے۔

''فتاویٰ عثمانی'' (ج:۲، ص:۳۷۶، ط: مکتبہ معارف القرآن) میں اس مسئلے پر تفصیلی اور مدلل گفتگو کی گئی ہے اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو بنیاد بنا کر عدم لحوق کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر بڑی محققانہ اور جاندار بحث کی ہے اور سچ یہ ہے کہ تحقیق کا حق ادا کردیا ہے۔ جن عبارتوں سے اہلِ علم کو غلط فہمی ہوسکتی ہے، ان عبارات کی مراد کو دلائل سے واضح کیا ہے، ہر عبارت کا محمل متعین کیا ہے اور اپنے موقف کے حق میں کثرت سے شواہد اور نظائر پیش کیے ہیں، مثلاً:

لحوق اور عدمِ لحوق کی بحث میں کلیدی دلیل اور بحث کی بنیاد متون کی یہ عبارت ''البائن یلحق الصریح'' ہوتی ہے، اب اگر ''الصریح'' کے لفظ کو اپنے اطلاق پر باقی رکھا جائے تو صریح رجعی اور صریح بائن دونوں اس کے اطلاق میں داخل ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بائن طلاق صریح بائن کو بھی لاحق ہوتی ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ''البائن یلحق الصریح'' میں صریح سے مراد صریح رجعی ہے، صریح بائن نہیں ہے، اور جب ایسا ہے تو بائن طلاق، صریح بائن کے ساتھ لاحق نہیں ہوگی۔

''.....المراد بالصریح فی الجملة الثانیة أعنی قولهم: والبائن یلحق الصریح لاالبائن، هوالصریح الرجعی فقط دون الصریح البائن، ولایرد: أنت علی حرام علی المفتی به من عدم توقفه علی النیة مع أنه لایلحق البائن ولایلحقه البائن لکونه بائنًا،لماأن عدم توقفه علی النیة أمرعرض له بحسب اصل وضعه۔''(۱۶)

''شیخ مخدوم ہاشم ٹھٹھوی'' نے اپنے رسالہ ''شدالنطاق فیما یلحق من الطلاق'' میں اس اشکال کا جواب اس طرح دیا ہے کہ لفظِ حرام اور اس جیسے اور کنائی الفاظ جن سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، ان پر سرے سے صریح کی تعریف ہی صادق نہیں آتی ہے، کیوں کہ صریح وہ ہوتا ہے جو نہ نیت کا محتاج ہو اور نہ نیت کے قائم مقام عرف اور کثرت استعمال کا محتاج ہو، جب کہ یہ الفاظ نیت کے محتاج ہیں، تاہم ان میں عرف کو نیت کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ شیخ مخدوم ہاشم اپنے مؤقف کی تائید میں ''البحر الرائق'' کے حوالے سے امام ظہیر الدین سے منقول یہ عبارت بھی لائے ہیں کہ ''أنت علی حرام'' میں ہم یہ نہیں کہتے کہ نیت شرط نہیں، بلکہ ہم عرف کی وجہ سے کہنے والے کو نیت کرنے والا قرار دیتے ہیں:

''إن قیل:قدفسرتم للصریح بمالایحتاج إلی النیة، سواء کان الواقع به رجعیًا أوبائنًا فیرد علیه الکنایات الکثیرة الاستعمال المفیدة للبینونة نحو: ''أنت علی حرام ''لصدق حد الصریح علیها، فینبغی أنه إذاتلفظ بهامرةً ثم فی العدة ثانیًاأن یلحق الثانی لعدم احتیاجه إلی النیة مع أن المصرح به عدم اللحوق فیها.قلنا:الکنایة الکثیرة الاستعمال لابد فیها من النیة علی ظاهر الروایة، وإنما أفتی المتاخرون بعدم الاحتیاج إلی النیة فیها، لا لأنها

لاتحتاج فی نفسها إلیها، بل لأنهم أقاموا کثرة العرف والاستعمال مقام النیة، ولهذا قال فی البحر الرائق: إنه ذکر الإمام ظهیر الدین فی نحو أنت علی حرام، إنا لانقول لاتشرط النیة بل نجعله ناویًاعرفًا انتهی. فلایصدق حد الصریح علیها، إذ الصریح مالایحتاج إلی النیة ولاإلی مایقوم مقامها من دلالة الحال أو کثرة الاستعمال"۔(۱۷)

حوالہ جات

۱:.....ج:۹،ص:۲۶۱،ط:دارالاشاعت
۲:.....ج:۹،ص:۲۶۶،ط:دارالاشاعت
۳:.....ج:۹،ص:۲۵۳،ط:دارالاشاعت
۴:.....ص:۶۲۶،ط:دارالاشاعت
۵:.....ج:۶،ص:۳۳۹،ط:جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور
۶:.....ج:۶،ص:۳۳۹،ط:جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور
۷:.....ج:۶،ص:۳۵۳،ط:جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور
۸:.....ج:۶،ص:۳۵۸،ط:جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور
۹:.....ج:۶،ص:۳۸۷:دارالاشاعت
۱۰:.....ج:۱۲،ص:۵۱۶،ط:دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۱:.....ج:۱۲،ص:۵۲۵،دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۲:.....ج:۱۲،ص:۵۲۵،ط:دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۳:.....ج:۴،ص:۴۷۰،ط:جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۱۴:.....ج:۴،ص:۴۷۸-۴۷۹،ط:جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۱۵:.....امداد الفتاویٰ جدید،ج:۲،ص:۴۲۷،ط:مکتبہ دارالعلوم کراچی
۱۶:.....ردالمحتار،کتاب الطلاق،باب الکنایات،مطلب الصریح یلحق الصریح والبائن،ج:۳،ص:۳۰۶-۳۰۸،ط:سعید
۱۷:.....صفحہ:۵ مطبع المصطفائی (محمد مصطفیٰ خان) ۱۳۰۰ھ۔

(جاری ہے)

نئی نئی — بچوں کے لیے دل چسپ اور اہم کتابیں — نئی نئی

آیئے! بھلائی چاہیں
● کہانی کے انداز میں بچوں کو دوسروں کے ساتھ بھلائی کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔
● انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات، جس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کو بیان کیا گیا ہے۔

ہمدردی کیجیے
● ہمدردی کے فضائل.....
● دل چسپ واقعات.....
● اور بزرگوں کے اقوال..... کے ذریعے بچوں میں ہمدردی کا جذبہ اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اجازت لیجیے
● اجازت کب لی جائے.....؟ اجازت لینے کے کیا کیا آداب ہیں.....؟ اگر اجازت نہ ملے تو کیا کریں.....؟ ان سب باتوں کے جوابات دل چسپ واقعات کی صورت میں پڑھیے۔

ای میل: info@mbi.com.pk ویب سائٹ: www.mbi.com.pk

مکتبہ بیت العلم
دکان نمبر2،شرمین ٹیرس، گوالی لائن نمبر2،اردو بازار، کراچی فون: 34229445-21-92+ موبائل: 2583199-322-92+ ، 3647578-312-92+
17 الفضل مارکیٹ، نزد جاوید پبلشرز، اُردو بازار، لاہور فون: 37112356-42-92+ موبائل: 2423840-334-92+